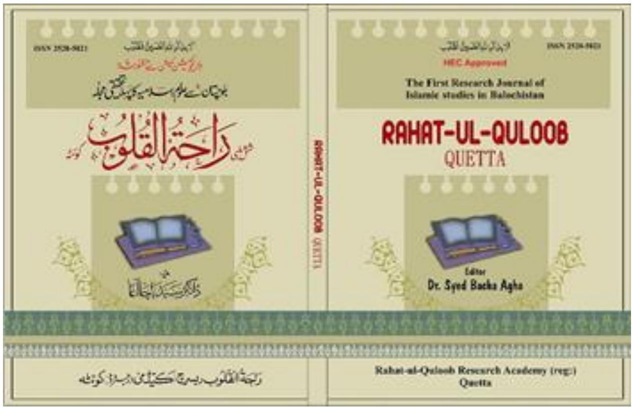

OPEN ACCESS

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

CC BY

RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.rahatulquloob.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

عائلی زندگی بطور اسلامی تہذیب کا محور

Family Life as the Axis of Islamic Civilization

AUTHOR

1. Dr. Khadija Aziz, Associate Professor, Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutoo Women University, Peshawar, Pakistan.
   Email: khadijaaziz@sbbwu.edu.pk
2. Dr. Hafsa Abbasi, Lecturer, Department of Shariah, Allama Iqbal Open University Islamabad, Pakistan. Email. Hafsa.abbasi@aiou.edu.pk

How to Cite: Dr. Khadija Aziz, & Dr. Hafsa Abbasi. (2024). URDU: عائلی زندگی بطور اسلامی تہذیب کا محور: Family Life as the Axis of Islamic Civilization. *Rahat-Ul-Quloob*, *8*(1), 30-50. Retrieved from https://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/455

http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/455

Vol. 8, No.1 || January–June 2024 || URDU-Page. 30-50

Published online: 13-03-2024

عائلی زندگی بطور اسلامی تہذیب کا محور

Family Life as the Axis of Islamic Civilization

[1]خدیجہ عزیز   [2]حفصہ عباسی

ABSTRACT

Family life holds significant importance in Islam due to its social and moral value in elevating human beings to their highest status as creations of Allah. It is regarded as a fundamental unit essential for building a prosperous society. Allah has designed men and women to naturally attract each other, leading to the formation of families that serve the purpose of reproduction. Consequently, both genders are integral to the family unit, complementing each other to create a harmonious and serene life. Islam, as a religion, emphasizes the promotion and strengthening of the family unit, recognizing it as the cornerstone of a healthy and prosperous society. This objective is achieved by establishing basic principles for family life, ensuring growth through legitimate relationships and providing social protection and cohesion through the institution of marriage, which is considered a legal and binding contract (Nikah). Islamic civilization, renowned for its unity, divine foundation, moral values, pursuit of genuine knowledge, and inclusive approach, owes much of its greatness to the values instilled through family life. Women hold a central position in Islam, being recognized as equally important members of the family unit with full rights—a distinction unparalleled in other civilizations before Islam. Through the protection provided by marriage (Nikah), women are empowered to contribute to the foundation of one of the greatest civilizations in human history. Thus, women are granted the freedom to shape and contribute to Islamic civilization, particularly through their focus on the moral upbringing of future generations. Their role as mothers and guardians plays a pivotal role in the advancement and prosperity of Islamic society, emphasizing the importance of family life in shaping the course of history.

Keywords: Family life, family unit, Islamic Civilization, social and moral value.

عائلی زندگی کا تعارف

لغوی اور اصطلاحی مفہوم

عربی زبان میں عائلہ کا لفظ بیوی کے لئے اور گھر کے افراد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسکی جمع عائلات اور عیال ہے۔ عائل کے معنی عیال داری یعنی بیوی بچوں والا۔ چنانچہ عائلی زندگی سے مراد ان تمام افراد کی زندگی ہے جو ماں باپ اور بچوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ لغوی تعریف کو مد نظر رکھا جائے تو العول کا لفظ ہر اس چیز کے لئے استعمال ہوتا ہے جو انسان کو گرانبار کر دے۔ اسی سے لفظ عیال ہے یعنی وہ افراد جنکے اخراجات کا انسان ذمہ دار ہو۔ ابن منظور افریقی اس کی لغوی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"عول العول : الميل فى الحكمه الى الجور ، عال : يعوں ، عولا : جار و مال عن الحق وفى التنزيل العزيز الحكيم ذلك ادنى الاتعولوا ، وقول الرسول وعالوا فى الموازين"[1]

المنجد میں عائلی زندگی کا مفہوم حسب ذیل بیان کیا گیا ہے:

"عال، يعول عولا عياله عوولا الرجال عياله" آل اولاد کے معاش کی کفایت کرنا۔ عیالہ: اہل وعیال کی روزی کے لئے کافی ہونا۔ عیل الرجال: گھر کے وہ آدمی جن کا نان نفقہ واجب ہو مذکر ومؤنث دونوں شامل ہیں۔[2]

علامہ راغب اصفہائی لکھتے ہیں عالہ وغالہ کے قریب قریب ایک ہی معنی ہیں لیکن الغول کا لفظ اس چیز کے متعلق استعمال ہوتا ہے جو انسان کو ہلاک کر ڈالے اور العول کا لفظ ہر اس چیز کے متعلق استعمال ہوتا ہے جو انسان کو گراں بار کر دے اور اس کے بوجھ تلے وہ دب جائے۔[3]

العیال یعنی وہ افراد جنکے اخراجات کا انسان ذمہ دار ہو جن کے بوجھ نیچے دبا ہوا ہو اور اس کا مفرد عیل ہے عالہ اس نے فلاں کے اخراجات کا بوجھ اٹھایا۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

''ابد بنفسك ثم بمن تعول''[4]

ترجمہ: ''پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو اور پھر ان پر جن کے اخراجات تمہارے ذمے ہیں''۔

قرآن پاک میں ایک اور جگہ عائلہ لفظ مفلس کے معنوں میں آیا ہے۔

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَأَغۡنَىٰ[5]

ترجمہ: "اور تم کو مفلس پایا تو اس نے غنی کر دیا"۔

عائلی زندگی کے لئے انگریزی زبان میں Family کا لفظ، اُردو زبان میں خاندان، اور فارسی میں خانوادہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں خاندان کے مترادف الفاظ الاسرۃ، العشيرة اور العشیر استعمال ہوئے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

وَأَزۡوَٰجُكُمۡ وَعَشِيرَتُكُمۡ[6]

اسرۃ ادجل کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں ابن منظور افریقی لکھتے ہیں۔ ''واسرة ادجل ، عشيرته، ورهطه الدنون لانا يتقوى بهم وفى الحديث زنى وجل فى اسرة من الناس ، اسرة عشيرة الدجل و اہل بيته''[7]

اصطلاحی مفہوم

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات انسانی کی بقا اور اس کے تحفظ کے لئے مرد وعورت کے نام سے دو جنسوں کے ذریعے توالد وتناسل کا سلسلہ جاری فرمایا۔ ہر صنف میں دوسری صنف کی طلب اور کشش کے فطری جذبات ودیعت کی تاکہ عورت اور مرد رفیق حیات بن کر زندگی کے ہر قدم پر ایک دوسرے کا ساتھ دے سکیں۔ ایک دوسرے کے غمخوار بن کر زندگی کی گاڑی کھینچ سکیں۔ "امر واقعہ یہ ہے کہ ہر ایک کی زندگی دوسرے کے بغیر ادھوری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرد کامل مرد ہوتے ہوئے بھی عورت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح عورت عورت کے لباس میں رہتے ہوئے مرد کے بغیر مطمئن زندگی نہیں گزار سکتی لہٰذا اس کارخانہ حیات کے تسلسل اور انسانی تمدنی سرگرمیوں کی بقا کے لئے مرد

اور عورت دونوں کا وجود ضروری ہے۔[8]

محمد قطب لکھتے ہیں جذباتی ٹھہراؤ مرد و زن کی ایسی نفسیاتی ضرورت ہے جسکی تلافی جسمانی راحتوں اور اقتصادی آزادی سے نہیں ہوسکتی۔ اس ٹھہراؤاور سکون کے لئے یقیناً گھر اور خاندان کی ضرورت ہے۔ نفس انسانی کے اس گہرے اور فطری جذبے کے جواب انسان کے اندر خاندان بنانے کا اشتیاق پیدا ہوتا ہے اور جس جذبے کے تحت مرد وزن باہم مل کر محبت والفت اور سکون واطمینان کے ساتھ رہتے ہیں اور اس طرح رہنے سہنے میں انہیں وہ خوشی اور اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ جو عائلی زندگی کے علاوہ اور کسی صورت میں نہیں ہوسکتا۔ عورت اور مرد کا ازدواجی تعلق درحقیقت انسانی تمدنی کا سنگ بنیاد ہے۔[9]

مولانا مودودیؒ عائلی زندگی کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ عائلی نظام عورت اور مرد کے مستقل اور پائیدار تعلق سے بنتا ہے جس کا نام نکاح ہے۔ اس تعلق کی بدولت افراد کی زندگی میں سکون وثبات پیدا ہوتا ہے۔ پہلی چیز ان کی انفرادیت کو اجتماعیت میں تبدیل کرتی ہے اس نظام کے دائرے محبت اور امن وایثار کی وہ پاکیزہ فضاء پیدا ہوتی ہے۔ جس میں نئی نسلیں صحیح تربیت، صحیح تعمیر سیرت اور صحیح اخلاق کے ساتھ پروان چڑھ سکتی ہے۔[10]

مولانا صدر الدین اصلاحی لکھتے ہیں:

انسانی تمدن کی بنیاد ایک مرد اور عورت کی باہمی رفاقت سے وجود میں آتی ہیں۔ دو انسانوں سے مل کر بننے والا چھوٹا سا کنبہ انسان کی تمدنی زندگی کی سب سے پہلی کڑی ہے اس کنبہ کو انسان کی عائلی زندگی اور اس کے لئے جو ضابطے استعمال ہوتے ہیں انہیں عائلی نظام کہتے ہیں۔[11]

نیو انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق "افراد کا ایک وہ گروہ جو شادی، اور خون کے تعلق سے وجود میں آتا ہے۔ جن میں ہر ایک اپنے سماجی مرتبے کے اعتبار سے دوسرے سے مربوط ہوتا ہے۔ اور یہ سماجی مرتبہ شوہر، بیوی، ماں اور باپ، بیٹے، بیٹی اور بھائی اور بہن کا ہوتا ہے"۔[12]

ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا کے مطابق "خاندان ایک قدیم ترین انسانی ادارہ ہے۔ بہت سی وجوہات کی بنا پر یہ بہت اہم ہے۔ بہت سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ خاندان ماں باپ اور بچوں پر مشتمل ہوتا ہے لیکن حقیقت میں خاندان کے صرف یہی معنی نہیں نہ صرف قدیم وقتوں میں جبکہ آج کل بھی بہت سے ممالک میں یہ والدین اور بچوں کے علاوہ یہ دیگر اقارب پر بھی مشتمل ہوتا ہے[13]

رچرڈ ائر لکھتے ہیں:

"عورت اور مرد، بیوی اور خاوند پھر ماں اور باپ اور پھر بچوں کی پیدائش نشو نما اور پرورش یہ سب ایک گھرانے کے تکمیلی مراحل ہیں زندگی کے یہ مراحل نہایت اہم حیثیت رکھتے ہیں اگر بچوں میں آگے بڑھنے کا حوصلہ اور ہمت نہیں ہے۔ اور وہ اچھی روایات کے امین بن کر زندگی گزارنا نہیں چاہتے تو وہ اپنی بالغ عمری میں ہی خوشگوار اور اچھی عادات سے محروم ہوسکتے ہیں حالانکہ یہ سب امور معاشرے میں انسانی بقاء کے لئے ضروری ہیں۔ مشہور فلسفی کنفیوشس نے کہا تھا" گھرانوں کو خاندانوں کی حفاظت کرنے دیں اور معاشرے کو صرف اپنی حفاظت کرنے دیں"[14]

عائلی زندگی کی اہمیت اور اسلامی تعلیمات

اسلام کی نظر میں جہاں مرد و عورت کی تخلیق کا مقصد معاشرتی زندگی کی رونق کو دوبالا کرنا ہے وہاں اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ انسان کی عائلی زندگی کو مضبوط اور مستحکم بنایا جائے کیونکہ عائلی نظام کے استحکام پر دیگر نظامہائے زندگی کی درستگی کا دارومدار ہے۔ عائلی زندگی خاندان کی بنیاد ہے۔ اور معاشرتی تعمیر کی قوت حاصل کرتا ہے۔ خاندان میں مرد و عورت یعنی میاں بیوی اور بچے بھی شامل ہیں۔ ان تمام لوگوں کا آپس میں گہرا اور مضبوط تعلق ہی پورے معاشرے کے اطمینان اور سکون کا باعث بنتا ہے ان رشتوں ک مضبوطی کی بنا پر عائلی زندگی مضبوط ہوتی ہے۔ اسلام میں عائلی زندگی پر زور دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی خوبصورت ترین مخلوق کو پیدا فرمایا تو جہاں میں اس کی تسکین و آرام کے اسباب مہیا فرمائے ان میں سے بڑا انعام اس کی تسکین کے لئے اس کے ہم جنس کو پیدا فرماتا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقُلْنَا يَٰٓـَٔادَمُ ٱسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ ٱلْجَنَّةَ[15]

ترجمہ: ”اور ہم نے کہہ دیا کہ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو“۔

انسان کے لئے جوڑ کی تخلیق باعث اطمینان اور وجہ سکون ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اس نے اس خطہ ارضی پر اس کی ہر فطری ضرورت اہتمام کرتے ہوئے اسکو خوبصورت ساتھ عطا کیا تاکہ وہ زندگی کی خوشیوں میں شریک ہو اور پریشانیوں میں معاون بنے۔

وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا لِّتَسْكُنُوٓا۟ إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ[16]

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری جنس میں سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کی ہیں تاکہ ان سے سکون و اطمینان پاؤ اور اللہ نے تمہارے درمیان محبت اور نرم دلی کو قائم کر دیا اس میں یقیناً غور و فکر سے کام لینے والوں کے لئے قدرت کی نشانیاں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جب زمین پر انسانی زندگی میں لطف و سرور نہ ہو تو وہ زندگی مشک و بے مزہ ثابت ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی حکمت نے زندگی کے ہر شعبے میں لطف و سرور کے اسباب بنادے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا[17]

ترجمہ: ”وہ اللہ تعالیٰ جس نے تمہیں ایک جان (آدمؑ) سے پیدا فرمایا اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی تاکہ وہ اس سے دلی سکون حاصل کرے“

عورت (بیوی) اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے مردوں کی جانوں سے پیدا فرمایا نہ کہ کسی اور مٹی سے اور اللہ تعالیٰ نے عورت کو غلام کی حیثیت سے نہیں بلکہ ہمدرد و غمگسار بیوی کی حیثیت سے پیدا فرمایا تاکہ وہ سکون حاصل کرے اور ”سکون ایک فطری و نفسانی معاملہ اور خفیہ راز ہے جس سے انسان سماج میں شمولیت کی سعادت اور بے تکلف خلوص کا انس پالیتا ہے اور سکون

ان معنوں ضروریات میں سے ہے جسکو خاوند صرف عورت کی آغوش میں ہی حاصل کر سکتا ہے۔[18]

موڈّت یہ ہے کہ مرد بیوی سے بے پناہ پیار کرتا ہے اور ایسے ہی بیوی شوہر سے جیسا کہ عام مشاہدہ ہے ایسی محبت جو میاں بیوی کے درمیان ہوتی ہے دنیا میں کسی بھی دو شخصوں کے درمیان نہیں ہوتی اور رحمت یہ ہے کہ مرد بیوی کو ہر طرح کی سہولت اور آسائش بہم پہنچاتا ہے جس کا مکلف اسے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اور ایسے ہی عورت بھی اپنے قدرت و اختیار کے دائرہ میں۔ تاہم انسان اور باہمی پیار انہی جوڑوں سے حاصل ہوتا ہے جو قانون شریعت کے مطابق باہم نکاح سے قائم ہوتے ہیں۔ اور اسلام انہی کو جوڑا قرار دیتا ہے۔ غیر قانونی جوڑوں کو وہ جوڑا ہی تسلیم نہیں کرتا بلکہ انہیں زانی اور بدکار قرار دیتا ہے اور ان کے لئے سخت سزا تجویز کرتا ہے۔[19]

زوجین کا رشتہ اور تعلق فطری آسودگی کا اہتمام کرتا ہے اس لیے اسلام نے اس تعلق کو بہت خوبصورت تشبیہ کے ذریعے بیان فرمایا

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ[20]

ترجمہ: وہ عورتیں تمہارے لئے اور تم ان کے لئے لباس ہو۔

"یہاں زوجین کو لباس کہا گیا ہے لباس وہ چیز ہے جو انسان کے جسم سے متصل رہتی ہے اور اس کی پردہ پوشی کرتی ہے اور اسکو خارجی فضاء کے مضر اثرات سے بچاتی ہے اس لباس کے استعارہ کو زوجین کے لئے استعمال کرنے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ان کے درمیان مناکحت کا تعلق معنوی حیثیت سے ویسا ہی تعلق ہونا چاہئے جیسا جسم اور لباس کے درمیان ہوتا ہے ان کے دل اور ان کی زوجین ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہوں"۔[21]

اسلام میں عائلی زندگی جنسی ضرورت کو پورا کرنے کا فطری اہتمام ہے اور یہ ضرورت زوجین میں سے ہر ایک کے لئے ہے اسی لئے کہا گیا کہ عورتیں تمہارا اور تم ان کا لباس ہو دونوں کی وجودی حیثیت اور ضرورت کو برقرار رکھا گیا یہ نہیں کہا گیا کہ عورتیں تمہارا لباس ہیں نہ ہی کہا گیا کہ مرد تمہارا لباس ہیں بلکہ دونوں کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے۔

اسلام زندگی میں جنس کی ضرورت اور اہمیت کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ انسان کو اس کے اظہار کے لئے آزاد نہیں چھوڑا جا سکتا اور نہ اس بات کے حق میں ہے کہ وہ یہاں اور جسطرح چاہے اپنی فطری خواہش کو پورا کرے بلکہ وہ اس کے گرد رشتہ ازدواج کا سخت حصار کھینچتا ہے۔ انسان اپنی جنسی ضروریات کو اپنی بیوی سے ہی پورا کر سکتا ہے جو جائز اور صحیح طریقے پر اس کے عقد میں آئی ہو۔ اس سے ہٹ کر اگر وہ کوئی قدم باہر رکھتا ہے تو اسلام کے نزدیک یہ سخت ترین جرم ہے جس کیلئے وہ سخت سزائیں تجویز کرتا ہے۔[22]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗ[23]

ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں"۔

عائلی زندگی نسل انسانی کے تسلسل، پھیلاؤ، اضافے اور بقاء کا سبب ہے: "یعنی بجائے خود یہی کرشمہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ایک حقیر پانی

کی بوند سے انسان جیسی حیرت انگیز مخلوق بلکہ اشرف المخلوقات بنا کر کھڑا کرتا ہے۔ مگر اس پر مزید کرشمہ یہ ہے کہ اس نے انسان کا ایک نمونہ نہیں بلکہ وہ ایک نمونے (عورت اور مرد) بنائے جو انسانیت مختلف ہیں اور اس اختلاف کی وجہ سے باہم مخالف اور متضاد نہیں بلکہ ایک دوسرے کا پورا جوڑ ہیں۔ پھر ان جوڑوں کو ملا کر وہ عجیب توازن کے ساتھ دنیا میں مرد بھی پیدا کر دیا ہے اور عورتیں بھی جن سے ایک سلسلہ تعلقات بیٹوں اور پوتوں کا چلتا ہے جو دوسرے گھر سے بیوئیں لاتے ہیں اور پھر ایک سلسلہ تعلقات بیٹیوں، نواسیوں اور پوتیوں کا چلتا ہے جو دوسرے گھر کی بیوئیں بن کر جاتی ہیں۔ اس طرح خاندان سے خاندان جڑ کر پورے پورے ملک ایک نسل اور ایک تمدن سے وابستہ ہو جاتے ہیں۔[24] ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقۡنَٰكُم مِّن ذَكَرٖ وَأُنثَىٰ[25]

ترجمہ:	اے لوگوں! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا۔

تشکیل خاندان انسان کی فطری اور بنیادی ضرورت ہے اس وسیع کائنات میں انسان سب سے زیادہ محفوظ اور پر سکون اس جگہ کو خیال کرتا ہے جہاں اس کا گھر ہو یعنی اہل خاندان آباد ہوں۔ اس تعلق کے باعث سکون و راحت ہونے کی بناء پر اللہ رب العزت نے اسکو انسان پر خصوصی کرم قرار دیا۔

وَهُوَ ٱلَّذِي خَلَقَ مِنَ ٱلۡمَآءِ بَشَرٗا فَجَعَلَهُۥ نَسَبٗا وَصِهۡرٗا[26]

ترجمہ:	اور وہ (اللہ) جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا اور اس کو نسب اور سسرال والا بنایا۔

نفس کی گہرائیوں سے ابھرنے والے لطیف جذبات کے لئے حد درجہ پر سکون و مستقل فضا درکار ہے اور اگر یہ فضا موجود نہ ہو تو انسان مستقل نفساتی بے کیفی کا شکار ہو جاتا اور ہر قسم کی جسمانی راحت و آرام کے باوجود اور ہر نوع کی اقتصادی آزادی کے باوجود مردہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

عائلی زندگی نہ صرف بقاہ کا سامان مہیا کرتی ہے بلکہ سماجی و معاشرتی تحفظ بھی فراہم کرتی ہے۔ باہمی تعاون اور ہمدردی کو فروغ ملتا ہے۔ ننھے بچوں کے لئے ماں کی گود پناہ گاہ بنتی ہے اور بوڑھے کمزور اور محتاجوں کے لئے خاندان سائبان کا کردار ادا کرتا ہے۔ نو مسلمہ محترمہ عائشہ لیمو لکھتی ہیں دنیا میں ہمیشہ خواتین کی یہ خواہش رہی اور اب بھی ہے کہ وہ دلجمعی اور تحفظ کے ساتھ اپنے وفاقی شوہر اور بال بچوں کے ساتھ مل جل کر رہیں۔[27]

بیوی بچوں کے نفقہ کی ترغیب دلانا اجتماعی تحفظ اور معاشی تحفظ کا ضامن بنتا ہے۔ فرمان رسول ﷺ ہے کہ:

وانك لن تنفق نفقة تبتغي بها وجه الله الا اجرت عليها حتى ما تجعل فى فم امرأتك[28]

ترجمہ:	جو چیز بھی تو اللہ کی رضا کے حصول کی نیت سے صرف کرے گا اس کا تجھے اجر ملے گا حتی کہ وہ لقمہ وغیرہ جو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالا اس کا بھی اجر ملے گا۔

اسی طرح ایک روایت میں نبیؐ کے یہ الفاظ بھی ہیں۔

اذا انفق الرجل علی اھلہ نفقۃ وھو یحتسبھا ، کانت لہ صدقۃ[29]

ترجمہ: جب کوئی انسان اپنے آپ پر خرچ کرتا ہے اور اس میں اس کی نیت ثواب حاصل کرنے کی ہے تو وہ خرچ اس کے لئے صدقہ ہو گا۔[30]

ایک موقع پر نبیؐ نے فرمایا:"جو تو نے خود کھالیا وہ صدقہ ہے اس طرح جو تو نے اپنی اولاد کو کھلایا وہ بھی تیرے لئے صدقہ شمار ہو گا"۔ عائلی زندگی کا مقصد عالم گیر وحدت واخوت بھی ہے اس لیے اسلام نے عائلہ وخاندان کے چھوٹے دائرے میں بھی ایسی وسعت اور امکانات قائم رکھے ہیں جو اس میں عالم گیر وحدت کے منافی نہ ہوں بلکہ اس کے معاون ہوں وہ ایک پیغام محبت ہے جو بندے کو خدا سے جوڑتا، پھر بندوں کو باہمی رشتوں میں باندھتا اور پھر خاندانوں اور افراد کو ایک بڑے کنبے اور خاندان کا فرد بنا دیتا ہے۔ مختصر یہ کہ "اسلام میں شادی کا ادارہ اس سوال کا جواب فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے کس طرح انسان کی روحانی ضروریات اور جسمانی ضروریات کا حل پیش کیا جائے۔ محبت کا انکار کئے بغیر پاکی کے راستے پر کس طرح چلا جائے اور ایک ایسے جانور کی منفی خواہش کو کس طرح قابو میں لایا جائے جو فرشتہ تو نہیں بن سکتا یہ بلند نصب العین خالصتاً اسلامی ہے۔[31]

اسلامی تہذیب اور اس کی خصوصیات

اسلامی تہذیب

اسلامی تہذیب بھی، انسانی تہذیبوں کے دراز سلسلہ کی ایک کڑی ہے، اس سے قبل بھی بہت سی تہذیبیں رونما ہوئیں اور اس کے بعد بھی تا قیامت اُبھرتی رہیں گی۔

ہماری تہذیب کے ابھرنے، چمکنے اور عالم پر چھا جانے کے متعدد محرکات تھے اور اسکے گمنام وبے نشان ہونے کے بھی مختلف اسباب ہیں، جن کی تفصیل میں جانا ہمارے موضوع سے خارج ہے، ہمارا مقصد تو صرف انسانی ارتقاء کی تاریخ میں اسلامی تہذیب کے عظیم الشان کردار اور دنیا کے مختلف اقوام پر علوم وفنون، عقائد، اخلاقیات، فلسفہ وحکمت اور ادب کے باب میں اس کے ناقابلِ فراموش احسانات کو ذکر کرنا ہے۔

اسلامی تہذیب کی خصوصیات

یوں تو اسلامی تہذیب اپنے جلو میں ہزارہا خوبیوں اور خصوصیات کو سموئے ہوئے ہے؛ مگر ہم صرف اس کی اہم، مرکزی اور بنیادی خصوصیات کو سپردِ قرطاس کریں گے اور ان شاء اللہ اسی سے تہذیبِ اسلامی کی تمام اگلی وپچھلی تہذیبوں پر برتری وبہتری عالم آشکارا ہو جائے گی۔

پہلی خصوصیت

اسلامی تہذیب کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی اساس کامل وحدانیت پر ہے، یہی ایک ایسی تہذیب ہے، جو یہ تصور پیش کرتی ہے کہ کائنات کی ایک ایک شئی صرف اور صرف ایک ذات کی خلق کردہ ہے، اسی کیلئے عبادت اور پرستش ہے اور اسی سے اپنی حاجات وضروریات بیان کرنا چاہیے (اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ) [32] وہی عزت عطا کرتا ہے اور اسی کے ہاتھ میں کسی کو بھی ذلیل وخوار کر دینا ہے، وہی دیتا ہے

اور وہی محروم بھی رکھتا ہے اور زمین کی بے کراں وسعتوں اور آسمان کی بے پایاں بلندیوں پر جو کچھ ہے سب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ (وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر)[33]

عقیدے کے حوالے سے فکر کی اس بلند آہنگی کا طبقۂ انسانیت کو اونچا اٹھانے، عوام کو بادشاہوں، سربراہانِ مملکت، شہ زوروں اور مذہب کے اجارہ داروں کے جور و قہر سے نجات دلوانے، حاکم و محکوم کے درمیان صدیوں سے پائی جانے والی خلا کو پاٹنے اور انسانی ذہنوں کو ایک مالک حقیقی، کائنات کے خالق اور عالمین کے حقیقی رب کی طرف پھیرنے میں زبردست اثر رہا، نیز اسی عقیدے کی وجہ سے اسلامی تہذیب گزشتہ تمام تہذیبوں میں نمایاں رہی اور آئندہ بھی اس کی انفرادیت باقی رہے گی (انشاء اللہ)؛ کیونکہ اس کے عقیدے میں، طریقۂ جہاں بانی میں، علوم وفنون اور شعر وادب میں غرضیکہ معاشرتِ انسانی کے ہر شعبے میں بت پرستی، اس کے آداب اور اس کی پیچیدہ روایات کی ادنیٰ جھلک بھی نہیں پائی جاتی۔

اسلامی تہذیب میں رومن لٹریچر کے ترجمے سے اعراض اور بت پرست یونان کے ادبی شہ پاروں سے پہلو تہی کا راز یہی ہے اور اسی وجہ سے ہماری تہذیب فن سنگ تراشی اور صورت گری میں دیگر تہذیبوں سے علیحدہ رہی؛ جب کہ نقش ونگاری اور تعمیری مہارت میں اس کی نمائندگی قابل لحاظ ہے۔

اسلام ہی یکہ وتنہا ایسا مذہب ہے جس نے بت پرستی اور اس کے تمام تر مظاہر کے خلاف کھلے بندوں جنگ چھیڑی اور بت پرستی کی ہر جھلک اور اس کے باقیات پر خط نسخ پھیر ڈالا، مثلاً: انبیاء، اولیاء، اصحابِ علم وفضل اور فاتحین کی تصویریں بہ طور یادگار رکھنے کو منع کیا، واضح رہے کہ یہ رسم قدیم وجدید ہر دو تہذیب میں رواجِ عام رکھتا ہے؛ اس لیے کہ ان تہذیبوں میں خدائے واحد کے حوالے سے وہ تصور مفقود ہے جو اسلامی تہذیب نے پیش کیا ہے۔ پھر اسی عقیدۂ وحدانیت کے زیر اثر وہ تمام قواعد وضوابطِ حیات وجود پزیر ہوئے جن پر اسلامی تہذیب مشتمل ہے؛ چنانچہ اس کے پیغام اس کے قوانینِ تشریعی، اس کے مقاصد واہداف، اس کے ذرائعِ معیشت اور طرز ہائے فکر، ہر ایک میں وحدت کا رنگ غالب ہے۔

دوسری خصوصیت

اسلامی تہذیب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اہداف اور پیغامات تمام کے تمام آفاقی ہیں، ارشاد ربانی ہے: يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ[34] قرآن کریم نے تمام عالم کے انسانوں کو حق، بھلائی اور خلقی شرافت وکرامت کی بنیاد پر ایک کنبہ قرار دیا، پھر اس نے اپنی لائی ہوئی تہذیب کو ایک قلادے کے درجہ میں رکھا، جس میں ان تمام قبائل واقوام کے عمدہ گراں مایہ جواہر کو پرو دیا جنھوں نے مذہب اسلام قبول کیا، پھر اس کی اشاعت وترویج میں کوشاں رہے، یہی وجہ ہے کہ دیگر تمام تہذیبیں کسی ایک نسل اور قوم کے مردانِ کار پر ناز کرتی ہیں، مگر تہذیبِ اسلامی میں وہ تمام افراد مایۂ افتخار ہیں، جنھوں نے اس کے قصر عظمت کو بلند کیا؛ چنانچہ ابو حنیفہؒ، شافعیؒ، واحمدؒ، خلیلؒ وسیبویہؒ، کندیؒ وغزالیؒ اور فارابی وابن رشدؒ (جن کی نسلیں بھی مختلف تھیں اور جائے سکونت بھی الگ) کے ذریعہ اسلامی تہذیب نے پورے عالم کو انسانی فکر سلیم کے عمدہ نتائج سے ہم کنار کیا۔

تیسری خصوصیت

اسلامی تہذیب کی تیسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اعلیٰ اخلاقی قدروں کو اپنے تمام ضابطہ ہائے حیات اور زندگی کی سرگرمیوں میں اولیت کا مقام عطا کیا اور ان قدروں سے کبھی بھی خالی نہ رہی؛ چنانچہ علم وحکمت، قوانین شرعیہ، جنگ، مصالحت، اقتصادیات اور خاندانی نظام، ہر ایک میں ان کی قانوناً بھی رعایت کی گئی اور عملاً بھی اور اس معاملے میں بھی اسلامی تہذیب کا پلڑا تمام جدید وقدیم تہذیبوں پر بھاری نظر آتا ہے؛ کیونکہ اس میدان میں ہماری تہذیب نے قابل فخر آثار چھوڑے ہیں اور دیگر تمام تہذیبوں سے انسانیت نوازی میں سبقت لے گئی ہے۔

چوتھی خصوصیت

ہماری تہذیب کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے سچے اصولوں پر مبنی علم کو خوش آمدید کہا اور پکے مبادیات پر مبنی عقائد کو اپنی توجہ کا مرکز قرار دیا؛ چنانچہ عقل وقلب دونوں اس کے مخاطب ہیں اور فکر وشعور دونوں اس کی جولان گاہ اور یہ بھی تہذیبِ اسلامی کی ایسی خصوصیت ہے جس میں پوری انسانی تاریخ میں اس کا کوئی سہیم وشریک نظر نہیں آتا، اس کے باعثِ افتخار ہونے کا راز یہ ہے کہ اسی کے ذریعہ سے اسلامی تہذیب نے ایسا نظام حکومت قائم کیا جو حق وانصاف پر مبنی ہو اور دین وعقیدے کی پختگی جس کا محور ہو، ایسا نہیں کیا کہ دین کو حکومت اور تہذیب کی ترقیات سے الگ رکھے؛ بل کہ ہر قسم کی ترقی میں دین کو اہم عامل کی حیثیت حاصل رہی؛ چنانچہ بغداد، دمشق، قاہرہ، قرطبہ اور غرناطہ کے منارہ ہائے مسجد سے علم ودانش کی کرنیں پھوٹیں اور عالم کے گوشے گوشے کو منور کر گئیں، اسلامی تہذیب تنہا ایسی تہذیب ہے جس میں دین وسیاست کا امتزاج بھی رہا؛ مگر وہ اس امتزاج کی زیاں کاریوں سے یکسر محفوظ رہی، حکمراں، خلیفہ اور امیر المومنین ہوا کرتا تھا؛ لیکن فیصلہ ہمہ دم حق کے موافق ہوتا، شرعی فتاوے وہی لوگ صادر کرتے جو فقہ وفتاویٰ پر اتھارٹی ہوتے اور ہر کہ ومہ قانون اور فیصلے کے سامنے برابر ہوتا، کسی کو کسی پر وجہ امتیاز حاصل نہ ہوتی سوائے تقویٰ اور لوگوں کی عام نفع رسانی کے، نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے: ''وَاللّٰہِ لَو اَنَّ فاطمۃَ بنتَ محمدٍ سَرِقَتْ لَقَطَعَ محمدٌ یدَھا''[35]

اس مذہب پر ہماری تہذیب کی اساس ہے، جس میں عام طبقۂ انسانی پر نہ تو کسی حکمراں کو کوئی برتری حاصل ہے، نہ کسی عالمِ شریعت کو، نہ کسی اعلیٰ نسب والے کو اور نا ہی تونگر وزور آور کو۔ ارشاد فرمایا: قُل إِنَّما أنا بشرٌ مِثْلُکُمْ[36]

پانچویں خصوصیت

ہماری تہذیب کی ایک اور اہم ترین خصوصیت اس کی کشادہ ظرفی اور انتہا سے زیادہ مسامحت ہے، جو مذہب کی بنیاد پر قائم کسی بھی تہذیب میں ناپید ہے۔ کسی ایسے شخص کا جو نہ کسی مذہب کا پیرو ہو اور نہ کسی معبود کی پرستش کرتا ہو، تمام مذاہبِ عالم کو ایک نگاہ سے دیکھنا اور ان کے اَتباع کے ساتھ معاملۂ عدل کرنا، کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے؛ لیکن ایک ایسا شخص جس کو اپنے دین کے برحق اور اپنے عقیدے کے مبنی بر صحت ہونے کا کامل یقین ہو، پھر اسے شمشیر بہ کف ہونے، اقطارِ عالم کو فتح کرنے، ان پر حکومت کرنے اور وہاں کے باشندوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا بھی موقع ملے: مگر اپنے دین کی حقانیت وصحت اسے فیصلے میں ظلم وجور کرنے، یا عدالت کی راہوں سے منحرف ہونے یا لوگوں کو اپنے دین کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے پر مجبور کرنے پر برانگیختہ نہ کرے، تاریخ میں ایسا شخص یقینا عجیب وغریب ہی شمار کیا جائے گا۔

خیر یہ تو کسی ایک شخص کی بات ہے؛ مگر ہماری تو پوری تہذیب کی بنیاد ہی مذہب اور اس کے وضع کردہ اصولوں پر ہے؛ لیکن یہ ایک ناقابل انکار سچائی ہے کہ تاریخ میں سب سے زیادہ مسامحت، انصاف، رحم وکرم اور انسانیت کی علمبردار صرف اور صرف ہماری تہذیب ہے اور ہمارے لیے یہ موجبِ صد افتخار ہے کہ ہماری تہذیب کا قِوام صرف ایک مذہب پر ہے؛ مگر اس کی لامحدود وسعتوں میں مذاہبِ عالم کی تہذیب کی سمائی ممکن ہے۔

عالمی تہذیبوں کی تاریخ میں ہماری تہذیب کی یہ چند امتیازی خصوصیات ہیں، جب دنیا حکومت وسلطنت، علم وحکمت اور قیادت وسیادت ہر میدان میں ہمارے زیر نگیں تھی، تو انھیں خصوصیات کی بنا پر ہماری تہذیب ہر قوم ومذہب کے باشعور اور ذہنِ رسا رکھنے والے افراد کے قلوب کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھی؛ لیکن جب اس کا زور جاتا رہا، اس کو گلے لگانے والے اپنی سیہ کاریوں کی وجہ سے پسماندگی کا شکار ہو گئے اور اس کے بالمقابل دوسری تہذیبیں رونما ہوئیں، تو ہماری تہذیب کی قدر وقیمت پر دنیا کی نگاہیں مختلف انداز سے اٹھنے لگیں؛ چنانچہ کچھ لوگ اس کی ہرزہ سرائی کرنے لگے، تو کچھ مدح سرائی اور کچھ لوگ اس کے فضائل شمار کرانے لگے تو کچھ لوگ اس کے رذائل؛ غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔

عائلی زندگی اور عورت کا مقام

معاشرتی زندگی کی تعمیر میں نکاح اور زوجیت کی ضرورت ایک مسلمہ امر ہے اس لحاظ سے تمدن کی بناء جس جوڑے کے ذریعے رکھی جاتی ہے اس میں عورت کا کردار اور اس کا سماجی وقار بہت ناگزیر ہے اسی باعث اسلام نے عورت کو ایک مقدس درجہ دیا ہے۔

اسلام عورت کو بہترین مقام پر فائز کرتا ہے۔ مرد کے اندر عورت سے محبت اور ہمدردی کا ایک فطری جذبہ بھی ہے اسلام اس جذبے کو ابھارتا ہے اور نشوونما دیتا ہے اور اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ عورت کے قانونی حقوق ہی ادا نہ کئے جائیں بلکہ اس کے ساتھ ہمدردی کا رویہ اختیار کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ ٱلَّذِي عَلَيْهِنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ [37]

ترجمہ: مردوں کے ذمے عورتوں کے بھی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں اور مردوں کو بلند درجہ حاصل ہے۔

اسلام واضح کرتا ہے کہ زمین و آسمان، ہوائیں بادل، سیارے اور جانور وغیرہ انسانوں کے لئے پیدا کئے گئے ہیں لیکن کہیں نہیں کہا گیا کہ عورتوں کو مردوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے بلکہ کہا کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔[38]

پیدائش کے بعد پہلے بچے کو ڈھانپا جاتا ہے پھر خوراک دی جاتی ہے اسی طرح وفات کے بعد کفن دیا جاتا ہے گویا لباس خوراک سے بھی ضروری ہے موت خوراک کی حاجت کو ختم کر دیتی ہے۔ جبکہ لباس (کفن) کی ضرورت باقی رہتی ہے اسلام نے عورت کو یہ مقام بخشاء ہے کہ اسے بحیثیت انسان مردوں کے برابر قرار دیا۔ رسولِ پاک ﷺ کا ارشاد ہے:

"الما النساء شتائق الرجال"[39]

ترجمہ:	عورتیں مردوں کی بہنیں ہیں۔

رسول کریمؐ نے اپنی پسندیدہ اشیاء میں شامل فرما کر عزت و مرتبہ کی بلندی عطاء کر دی۔ فرمایا۔

''میت الی من الدنیا النساء والطیب وجعلت قرة عینی فی الصلوۃ''[40]

ترجمہ:	دنیا کی چیزوں میں مجھے عورت اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

''الدنیا متاء و خیر متاعها المرأة الصالحة''[41]

ترجمہ:	دنیا ایک نفع کا سامان ہے لیکن دنیا کا بہترین سامان نیک صالح بیوی ہے۔

اسلام اعلان کرتا ہے عورت کی بحیثیت ماں، بہن، بیوی اور بیٹی عزت و تکریم کی جائے اور عورت کسی مرد کو کچھ وقت کے لئے نہ دی جائے کہ وہ اسے کچھ وقت فائدہ اُٹھا کر اسے پھینک دے۔ اس کا احترام کرنا واجب ہے اسلیے اسکی شادی اس مرد سے کی جائے جسے وہ پسند کرتی ہے اور وہ خاوند کے پاس بحیثیت شریک حیات اور معاون کے رہے گی نہ کہ محض لطف اندوزی کے حصول کے لئے۔[42]

اسلام نے عورت بحیثیت انسان برابر کی شناخت، بحیثیت بیٹی رحمت، جنت کی ضمانت اور دل کا ٹکڑا قرار دیا۔ بحیثیت بیوی سکون و قرار اور بحیثیت ماں تین درجے بلند کر دیا۔[43]

اسلام کے آنے سے قبل عورت توہین آمیز سلوک کا شکار تھی جس سے اس کی اصلیت اور نسوانیت ہی گم ہو چکی تھی۔ اسلام نے عورت کے ان حقوق کا نہ صرف اہتمام کیا بلکہ تحفظ کے اقدامات بھی کئے سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ہم عورتوں کو کچھ بھی نہیں دیا کرتے تھے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنا قلام نازل کیا اور ان کے لئے ترکہ میں حصہ مقرر کرنے کے احکامات نازل فرمائے۔ ایک بار میں نے اپنی بیوی سے کسی معاملہ میں مشورہ کر رہا تھا کہ میری بیوی نے کہا اگر آپ یہ کر لیتے تو اچھا تھا۔ تو میں نے غصے میں کہا اس بات میں تیرا کیا ہے تو دین کی بات میں تکلف سے کام لیتی ہے تو وہ بولی اے ابن الحطاب! تعجب ہے اگر ہم نے آپ کو جواب دے دیا ہے تو آپ ناراض ہو گئے حالانکہ آپ کی بیٹی حفصہ نبیؐ کو جواب دے لیتی ہے۔ حتی کہ آپؐ اس پر پورا دن ناراض رہتے ہیں تو یہ سن کر میں نے اپنی چادر لی اور سیدہ حفصہؓ کے پاس پہنچا اسے کہا بیٹی کیا تم نبیؐ کو جواب دیتی ہو؟ تو اس نے کہا ''ہاں اللہ کی قسم! میں جواب دیتی ہوں''[44]

نکاح کی ترغیب اور اسلامی طرز عمل

گھر انسان کا مرکز اور جائے سکون ہے یہ نسل انسانی کے لئے محفوظ ترین قلعہ ہے۔ بچپن اس کی چھاؤں میں گزرتا ہے۔ طفولیت اس کی گود میں آنکھیں کھولتی اور پروان چڑھتی ہے نسل انسانی یہیں سانس لیتی اور تربیت پاتی ہے۔ تہذیب و تمدن حیات اجتماعی اور ملی زندگی کا اسے سرچشمہ قرار دیا جا سکتا ہے جیسے جسم روح کے بغیر اور درخت جڑ کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا ''خاندان کا نظام عورت اور مرد کے اس مستقل اور پائیدار تعلق سے بنتا ہے۔ جس کا نام نکاح ہے۔ اس تعلق کی بدولت افراد کی زندگی میں سکون، استعلال اور نبات پیدا ہوتا ہے پہلی چیز ان کی انفرادیت کو اجتماعیت میں تبدیل کرتی ہے۔ اور انتشار کے میلانات کو دبا کر انہیں تمدن کا خادم بناتی ہے اسی نظام کے دائرے میں محبت، امن و ایثار کی وہ پاکیزہ فضاء پیدا ہوتی ہے۔ جس میں نئی نسلیں صحیح اخلاق، صحیح تربیت اور صحیح قسم کی تعمیر سیرت کے ساتھ پروان چڑھ سکتی ہیں۔[45]

نکاح خاندانی نظام کو مضبوط اور مستحکم بنادیا ہے انسان کے اندر شرم وحیاء پیدا کرتا ہے۔ عفت وعصمت کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ قرآن وسنت میں نکاح کے بارے میں متعدد ترغیبات دی گئیں۔ اسے انبیاءؑ کی سیرت، سنت اور طریقہ قرار دیا گیا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً[46]

ترجمہ: ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور انہیں بیویاں اور اولاد عطا کی۔

نکاح مرد اور عورت کے درمیان ایسا بندھن قائم کرتا ہے۔ جس سے انسانی زندگی میں آسودگی پیدا ہوتی ہے۔ نکاح دراصل زوجین کی جائز نفسانی خواہشات کی تسکین کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی لئے ترغیباً فرمایا:

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ[47]

ترجمہ: اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیکہوں، نکاح کر دیا کرو۔

نبی کریمؐ نے گھریلو زندگی کے اس قلعہ کو مضبوطی اور استحکام عطا کرنے کے لئے نکاح کی تاکید فرمائی۔ فرمایا:

"یا معشر الشباب، من استطاع منکم الباءة، فلیتزوج، فإنه اغض للبصر، واحصن للفرج، ومن لم یستطع، فعلیه بالصوم، فإنه له وجاء"[48]

ترجمہ: اے گروہ جوانوں کے! جو تم میں نکاح کے خرچ کی طاقت رکھتا ہو) یعنی نان ونفقہ دے سکتا ہو (تو چاہیئے کہ نکاح کرے، اس لیے کہ وہ آنکھوں کو خوب نیچا کر دیتا ہے اور فرج کو زنا وغیرہ سے بچا دیتا ہے اور جو نہ طاقت رکھتا ہو) اس خرچ کی (تو روزے رکھے کہ یہ اس کے لیے گویا خصی کرنا ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" : تین طرح کے لوگ ہیں جن کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم وضروری کر لیا ہے:(ایک) وہ مکاتب[49] جو مقررہ رقم ادا کر کے آزادی حاصل کر لینے کیلئے کوشاں ہو۔(دوسرا) ایسا نکاح کرنے والا جو شادی کر کے عفت وپاکدامنی کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہو(تیسرا) وہ مجاہد جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے نکلا ہو"۔[50]

"عن ابی هریرہ رضی اللہ عنہ قال رسول الله از خطب الیکم من ترضون دینه وخلیقه فزوجوه الا تفعلو اتکن فنه فی الارض و فساد عریض"[51]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اکرمؐ نے فرمایا: جب ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین اور اخلاق سے تم مطمئن ہو تو اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دو اگر ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور زبردست فساد برپاہ ہوگا۔

نکاح کے شرعاً مطلوب ٹھہرائے جانے اور کمال ایمان واسلام کے تو ازم میں سے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کے نزدیک تمدن اور اجتماعیت کا وجود اس زندگی کے لئے ضروری ہے۔ چونکہ نکاح مسلمہ طور پر تمدن واجتماع کی بنیادی اینٹ ہے۔ اس لیے بالکل قدرتی بات تھی کہ اسلام اسے شایان شان اہمیت دیتا اور اپنے نظام شریعت کا لازمی جزو بناتا ہے۔[52]

اسی لئے رسولؐ نے اس سے بلاوجہ گریز کرنے والے کو امت سے خارج قرار دیا فرمایا حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ کے

چند صحابہ نے ازدواج مطہرات سے نبی اکرمؐ کی خفیہ عبادت کا حال پوچھا (پوچھنے کے بعد) ان میں سے ایک نے کہا "میں عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا"۔ کسی نے کہا "میں گوشت نہیں کھاؤں گا" کسی نے کہا "میں بستر پر نہیں سوؤں گا" جب نبی اکرمؐ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور فرمایا "ان لوگوں کو کیا ہوا جنہوں نے ایسی اور ایسی باتیں کہیں جبکہ میں رات کو نوافل پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں (نفلی) روزہ رکھتا ہوں اور ترک بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں پھر فرمایا:

"فمن رغب عن سنتی فلیس منی"[53]

ترجمہ: جس نے میری سنت (نکاح) سے رُغبت کی وہ ہم میں سے نہیں۔

نکاح نسل انسانی کی بقاء کا ذریعہ ہے اس لئے اس کی تاکید کی فرمایا۔

"تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الاجم"[54]

ترجمہ: محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورت سے نکاح کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری اُمتوں پر فخر کروں گا۔

"نکاح جنسی آلودگی، جنسی پہچان اور شیطانی خیالات وافعال سے محفوظ رکھتا ہے"۔[55]

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "جب عورت سامنے آتی ہے تو شیطان میں آتی ہے لہٰذا تم میں سے جب کوئی عورت کو دیکھے اور وہ اسے اچھی لگے تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس آئے کیونکہ اس کی بیوی کے پاس بھی وہی چیز ہے جو اس عورت کے پاس ہے"۔[56]

نکاح کے ذریعے اسلام چاہتا ہے کہ خداوندی قانون میں رہ کر اخلاق وعصمت کا تحفظ ہو، معاشرہ کے اندر کوئی فتنہ نہ اٹھے، اس رشتے ازدواج سے محبت، صورت اور رحمت کے چشمے پھوٹیں۔ اولاد اسے معلوم ومعروف ماں باپ سے ہو اور انسانیت محفوظ ہو نکاح سے اخلاق کی اصلاح اور معاشرہ کی پاکیزگی مقصود ہے اسی لئے قدرت رکھنے پر اسے لازم قرار دیا۔

نکاح کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی اہلیت اور زنا میں مبتلا ہونے نہ ہونے کے اندیشوں کے اعتبار سے جو مختلف حالات پیدا ہوتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

الف) اگر عورت کے نان ونفقہ اور دوسرے حقوق ادا کرنے پر مرد قادر ہے اور اسے یقین ہے کہ اگر وہ نکاح نہ کرے تو بدکاری میں مبتلا ہو جائے گا تو ایسی حالت میں نکاح کرنا فرض ہے۔

ب) اگر عورت کے نان ونفقہ اور دوسرے حقوق کے ادا کرنے پر مرد قادر ہے اور اسے یقین تو نہیں ظن غالب ہے کہ اگر وہ نکاح نہ کرے تو بدکاری میں مبتلا ہو جائے گا۔ تو ایسی صورت میں نکاح کرنا واجب ہے۔

ج) نکاح معتدل حالات میں سنت مؤکدہ ہے۔

د) اس شخص کے لئے جو مہر نان ونفقہ اور حقوق زوجیت ادا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا یا اپنی مزاجی ساخت کی وجہ سے اسکو یقین ہو کہ وہ ہونے والی بیوی ہر ظلم وزیادتی کا مرتکب ہو گا تو نکاح کرنا حرام ہے۔

ہ) اگر کسی شخص کو ہونے والی بیوی پر ظلم کرکے ارتکاب کا یقین تو نہیں مگر ظن غالب ہو تو ایسی صورت میں نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے [57]

نکاح کی اخلاقی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے زوجین میں صنف مخالف کی بے پناہ کشش رکھی ہے اور اس میں شدت رکھی ہے تاکہ وہ دونوں ہمیشہ جڑ کر رہیں یہ جذبہ عارضی اور وقتی نہ ہو اس لئے قدرت نے ان کے اندر فطری کشش کا داعیہ رکھا ہے اور اس کی تکمیل کی بہترین صورت کا اہتمام کیا۔ جانوروں میں جنسی ضرورت وقت اور موسم کے تابع ہوتی ہے پہلی وجہ ہے کہ ان کا ملاپ بھی وقتی اور عارضی ہوتا ہے جبکہ انسان کے اندر اس ضرورت کو ہمیشہ کے لئے رکھا تاکہ وہ اپنے ہم جنس کے ساتھ متصل ہو کر رہے شادی ان مستقل داعیات کا بہترین ذریعہ ہے رشتہ ازدواج کا پہلا مقصد ہی یہ ہے کہ مرد وزن کو ایک ایسے پاکیزہ رشتے میں باندھ دیا جائے کہ وہ پھر تاحیات کسی دوسرے کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں اس لیے فرمایا کہ انسانی جوڑے کی پیدائش کی غرض وغایت صرف توالد وتناسل ہی نہیں بلکہ اس سے بہت ارفع واعلیٰ ہے ایک یہ کہ میاں کو سکون قلب حاصل ہو اور دوسرے یہ کہ میاں بیوی میں مودت ورحمت کا تعلق قائم ہو تاکہ مستقبل میں ان کے ذریعے اچھا اور صحت مند معاشرہ پیدا ہو۔ [58]

نکاح اخلاقی تحفظ کے لئے قلعہ کی مانند ہے رسولؐ نے فرمایا:

''یا معشر الشباب من التطاع منکم الباء فلیزوج فانہ اغض للبصر وا حصن للفرج''[59]

ترجمہ: اے جوانو! جو تم میں سے شادی کی طاقت رکھتا ہے تو وہ ضرور شادی کرے کیونکہ شادی نظر کو زیادہ جھکانے والی اور شرم گاہ کو زیادہ محفوظ رکھنے والی ہے"۔

''یا معشر الشباب'' اس لفظ سے یہ باب واضح ہوئی کہ جوانی شہوت کا سیلاب ہے۔ اسکو شیطان مسلمان کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا ہے تاکہ اس کا ایمان کمزور کردے تو اس کے مقابلے میں دو ہی طریقے ہیں یا تو فطری طریقے سے اس شعلہ شہوت کو بجھایا جائے یا پھر روزہ جیسی ڈھال تھام کر شیطان کا مقابلہ کیا جائے اگر ان دونوں طریقوں کو استعمال نہ کرے گا تو اس کے پھسل جانے کے مواقع موجود رہیں گے۔ [60]

نکاح انسان کی شہوانی جذبات کی جائز، مناسب اور بہترین تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے جس سے انسان میں اخلاقی پاکیزگی صفت وپاک دامنی اور وحانیت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نکاح کی اخلاقی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''وینزوج لکسر الشھوۃ واعفاف النفس وتکثیر النسل''[61]

ترجمہ: شہوت کو توڑنے، نفس کی عفت اور افزائش نسل کے لئے انسان کو شادی کرنی چاہیئے۔

رسولؐ کا فرمان ہے:

''اکثر مایدخل الناس الجنۃ تقوی اللہ وحسن الخلق واکثر ما یدخل الناس النار : الفم والفرج''[62]

ترجمہ: سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنے والی چیز اللہ تعالی کا ڈر اور تقویٰ اور اچھا اخلاق ہے اور جہنم میں زیادہ تر داخل کرنے والی چیز منہ اور شرم گاہ ہے اور نکاح شرم گاہ کی حفاظت کر کے اخلاقی صفات پیدا کرنے میں معاون بنتا ہے۔

نکاح کی معاشرتی اہمیت

اسلام ایک مؤثر اجتماعی کردار رکھتا ہے اور خاندان، اسلامی معاشرے کا اہم عنصر شمار کیا جاتا ہے۔ اسلام دراصل خاندان کو ایک مقدس اور انتہائی مفید ادارہ تصور کرتا ہے۔ اسلام نہ صرف میاں بیوی میں افہام و تفہیم باہمی امداد، تعاون اور امن و آشتی کی فضاء کو پیدا کرنا چاہتا ہے کیونکہ یہ امور خاندانی زندگی کے واضح مقاصد شمار ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ انسان کے سامنے اس کے جنسی جذبے کی تسکین اور نئی نسل کے بچوں کی تربیت کے لئے ثقافتی اور قانونی سطح پر ایک راہ بھی کھولتا ہے۔ اسلام خاندان کے لئے اور بھی بنیادی کردار تجویز کرتا ہے۔

یہ خاندانی نظام ہی ہے جس کے اندر رہتے ہوئے مسلمان دینی تربیت حاصل کرتے ہیں اور اخلاقی کردار کو پروان چڑھاتے ہیں اور قریبی معاشرتی تعلقات کو بھی قائم کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ مسلمان ایک ہی وقت میں خاندان اور معاشرے دونوں سے اپنی وفاداریوں کو برقرار رکھتے ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ زندگی کے سفر میں ذہنی سکون اور سلامتی کے لئے خاندان میں اقتصادی اجتماعی، اور جذباتی سطح پر امداد باہمی کا قیام ازبس ضروری ہے۔[63]

اس لئے عورت سے صرف یہی مقصد نہیں ہے کہ اس کے پاس پہنچ کر جنسی تقاضے پورے کئے جائیں بلکہ مقصد یہ بھی ہے کہ دو جان مل کر ایک دوسرے کے رفیق و شریک ہوں۔ گھر کے کاموں میں بھی، بچوں کی تربیت و تعلیم میں بھی تنگ حالی میں بھی اور یہ ساری باتیں اس وقت قطعاً پیدا نہیں ہو سکتی ہیں جب تک عورت کسی ایک کی جائز طریقہ پر ہو کر نہ رہے اور اس کی شکل یہی ہو سکتی ہے کہ زنا کو بالکلیہ حرام قرار دیئے جائے اور نکاح کے قانونی دائرہ میں عورت و مرد کے تعلقات کو محدود کیا جائے۔ نکاح سے بے شمار معاشرتی فوائد انسان کو حاصل ہوتے ہیں۔

(i) **نوع انسانی کی بقاء اور تحفظ**

یہ ایک کھلی ہوئی حیثیت ہے کہ شادی کے ذریعے ہی انسانی نسل باقی رہ سکتی ہے قرآن کریم نے اس معاشرتی حکمت اور انسانی مصلحت کی جانب ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗ﴾[64]

اسلام نکاح کو ایک مشروع فعل ٹھہراتا ہے۔ وہاں اسکو نسل انسانی کی بقاء افزائش کو اس کا پہلا اور بنیادی مقصد قرار دیتا ہے قرآن کریم نے نکاح کے اس بنیادی مقصد قرار دیتا ہے۔ قرآن حکیم نے نکاح کے اس بنیادی مقصد پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے۔

﴿نِسَآؤُكُمۡ حَرۡثٞ لَّكُمۡ فَأۡتُواْ حَرۡثَكُمۡ أَنَّىٰ شِئۡتُمۡۖ وَقَدِّمُواْ لِأَنفُسِكُمۡ﴾[65]

ترجمہ: تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتی کی مانند ہے پس اپنی اس کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے مستقبل کی فکر کرو۔

اسی طرح فرمایا: ﴿فَٱلۡـَٰٔنَ بَٰشِرُوهُنَّ وَٱبۡتَغُواْ مَا كَتَبَ ٱللَّهُ لَكُمۡ﴾[66]

ترجمہ: سواب ان سے ملو ملاؤ اور اس چیز کے طالب بنو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کر رکھی ہے۔

یہ دونوں آیتیں نکاح کے سب سے پہلے اور بنیادی مقصد کو بالکل واضح کر دیتی ہے عورت کو کھیتی فرما کر اس بات کو متعین کر دیا گیا کہ اس سے مقاربت کا اصل منشا اولاد کا حصول ہے کیونکہ کھیتی کا اصل مقصد پیداوار کا حصول ہی ہوتا ہے یہ کہ کچھ اور اسی طرح قدموا (مستقبل کی فکر کرو) ابتغوا (طالب بنو) کے الفاظ استعمال کر کے جو فعل امر ہیں حقیقت کے اس پہلو کو بھی اجاگر کر دیا گیا۔ اس کھیتی سے "پیداوار (یعنی اولاد) کا حاصل کرنا ہی وہ اصل ضرورت ہے۔ جس کے لئے اس کھیتی کا تمہارے واسطے قدرت کی طرف سے اہتمام کیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا امر ہے کہ اس پیداوار کے طالب بنو اور اس کے لئے کوشاں رہو"۔[67]

(ii) تکثیر و افزائش امت مسلمہ

نکاح سے محض نوع انسانی کی بقاء اور تحفظ ہی مراد نہیں بلکہ امت واحدہ کی کثرت بھی مقصد ہے سن ابو داؤد اور نسائی کی روایت ہے حضرت معقل بن یسارؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی نبیؐ کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے ایک خاتون مل رہی ہے جو خوبصورت بھی ہے اور اس کا خاندان بھی اونچا ہے بس یہی ہے کہ ان کے اولاد نہیں ہوئی۔ تو کیا مجھے اس سے شادی کی اجازت ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں دوسری بار بھی وہ اپنی یہ عرض لے کر آپؐ کی خدمت میں آئے تو دوبارہ آپؐ نے انہیں منع فرما دیا پھر اسی مقصد سے جب تیسری بار آئے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورت سے شادی کرو اس لیے کہ تم لوگوں کے ذریعے (روز قیامت) میں کثرت تعداد کا مظاہرہ کروں گا۔[68]

(iii) سماجی اقدار کی تعمیر اور تربیت نسل نو

مستقل و مستحکم گھریلو زندگی آنے والی نسلوں کو مضبوط بنیادوں پر اٹھانے کے لئے بھی ناگزیر ہے درحقیقیت خاندان ہی وہ واحد طبعی جولان گاہ ہے جسمیں بچوں کی جسمانی افزائش ہی نہیں بلکہ ان کے میلانات کی تربیت بھی کی جاسکتی ہے اور صرف گھریلو ماحول ہی بچوں میں نرمی محبت، شفقت اور مورت کے جذبات کی آبیادی کر سکتا ہے اور اسی تربیت سے گزر کر آنے والے بچے ایک ایسا معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں۔ جس میں سماجی تعلقات کی بنیاد کشمکش کے بجائے باہمی تعاون پر ہوتی ہے۔[69]

انا فرائد Ann Freud نے ایک کتاب (بغیر خاندان کے بچے) لکھی ہے جس میں اس نے بتایا ہے کہ نرسریوں اور بچہ گاہوں میں پرورش پانے والے بچے شدید نفسیاتی نقص کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور اس نقص سے ان کے میلانات میں اضطراب اور ان کے جذبات میں اس قدر انحراف پیدا ہو جاتا ہے کہ کوئی ماہر نفسیات بڑی کوشش کے بعد ہی اس اضطراب اور انحراف کو دور کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔[70]

(iv) احساس ذمہ داری اور مقاصد زندگی کی تکمیل

انسانی زندگی کا مقصد تخلیق بہت اعلیٰ و ارفع اور بلند و بالا ہے۔ انسان محض پیدائش، خواہشات کے پورا کرنے اور موت سے ہمکنار ہونے کا نام نہیں بلکہ اسی تخلیق اعلیٰ مقاصد کی تکمیل ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾[71]۔ اور ہم نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔

میاں بیوی نیک راستے اور منزل کی طرف ایک دوسرے کے معاون بنتے ہیں۔ اسلام شتر بے مہار جنسی زندگی کا قائل نہیں جسمانی لطف و مسرت کے جذبے سے جنس کے سمندر میں غوطہ زن ہونے سے بچاتا ہے بلکہ ساتھ ساتھ بقائے نسل انسانی، تربیت نسل انسانی اور اعلیٰ مقاصد کی تکمیل کو بھی مقصد قرار دیتا ہے خاندان میں بے شمار تعلقات اور رشتے فروغ پاتے ہیں بچوں کو معصوم بچپن اور بڑوں کا بڑھاپا ادا نہیں گزرتا۔ اسلام ایسے گھر کا تصور دیتا ہے جس میں بچے، جوان، بوڑھے تینوں نسلیں موجود ہیں۔ وہ مغرب کی طرح بچوں کو نرسری اور عمر رسیدہ افراد کو Old Homes کے اداس ماحول کے سپرد نہیں کرتا۔[72]

ایثار و قربانی کا جذبہ اور معاشی تحفظ

نکاح کی بدولت دو انسانوں کا ازدواجی پختہ سنگم وجود میں آتا ہے۔ مرد بیوی اور اولاد کے نان و نفقہ کا اور سکنیٰ کا ذمہ دار ہے۔ حسن سلوک کا برتاؤ بھی ضروری ہے اس مقصد کے لئے قوامیت کا تاج مرد کو پہنایا گیا۔ عورت بیوی اور ماں کا خوبصورت روپ اختیار کرتی ہے گھر کا دائرہ کار اس کی توجہ اور چاہتوں کا منتظر ہوتا ہے۔

نبیؐ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان ذمہ داریوں کی تقسیم یوں کی تھی کہ فاطمہؓ گھر کے اندرونی معاملات کی نگران ہو گی اور علی بیرون خانہ کے ذمہ دار ہوں گے۔[73]

اگر خاوند غریب ہو تو عورت کو اس پر مال خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی محابیات کے سوال کرنے پر کہ بیوی خاوند پر اس حال میں اس کی پرورش میں یتیم بچے بھی ہو صدقہ کر سکتی ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا صدقہ کرنے والی عورتوں کو دو اجر ملیں گے ایک قرابت داری کا اور دوسرا اجر صدقہ کا۔[74]

اہل و عیال کی معاشی ذمہ داری کی اہمیت بیان کرتے ہوئے نبیؐ نے فرمایا:

"خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى و ابداً بمن تعول"[75]

ترجمہ: بہترین صدقہ وہ ہے جو (اپنے بیوی بچوں کے خرچ) ادا کرنے کے بعد ہو۔ اور صدقہ کی ابتداء ان سے کر جن کی تو عیالداری کا ذمہ دار ہے۔

حوالہ جات

---

[1] ابن منظور افریقی، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت 1374ھ، ج11 / ص481

[2] لوئس معلوف، المنجد فی اللغة، المكتبة الشرقية بيروت لبنان 1996ء، ص693

[3] اصفهانی الراغب ابو القاسم الحسين بن محمد، المفردات فی الغريب القرآن، ص354 مطبعته الميمنيته مصر 132

[4] نسائی، ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعيب، سنن نسائی، تحقيق عبدالفتاح ابو غده، مكتب المطبوعات الاسلاميه، 1406ھ، 1886ء، كتاب الزكاة، باب أيتهما اليدالعليا، رقم الحديث: 2533۔

[5] الضحیٰ 8:93

[6] التوبہ 24:9

[7] ابن منظور افریقی، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، ج4/ص19

[8] شمس الدین نور، عشرت النساء(مترجم)، زمزم پبلشرز لاہور 2001ء، ص13۔

[9] محمد قطب، اسلام اور جدید مادی افکار، مترجم سجاد احمد کاندھلوی اسلامک پبلیکیشنز لاہور، 1988ء، ص366

[10] سید ابو اعلیٰ مودودی، پردہ، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، 2002ء، ص93-96۔

[11] اصلاحی صدرالدین، اسلام ایک نظر میں، اسلامک پبلیکیشنز لاہور 1974ء، ص63

[12] New Encyclopedia of Britannica Page: 673

[13] The world book Encyclopedia, Vol, 4 page, 2470

[14] رچرڈ آئر، لنڈا، گھر ہو تو ایسا، مترجم اعجاز احمد رانا، نشریات لاہور، 2007ء، ص9

[15] البقرہ 35:2

[16] الروم 21:30

[17] الاعراف 189:7

[18] محمود مہدی، تحفۃ العروس، ص26

[19] صلاح الدین یوسف، احسن البیان، ص:532

[20] البقرہ 187:2

[21] سید ابو الاعلیٰ مودودی، حقوق الزوجین، ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1989ء، ص:22

[22] معاذ حسن، جنسی تعلقات اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں، دار الکتاب لاہور 2000ء، ص؛65

[23] النساء 1:4

[24] ذاکر عبد الکریم نائک، اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض، جدید یا فرسودہ، مترجم سید امتیاز احمد، دار النور، لاہور 2006ء، ص:67

[25] الحجرات 13:49

[26] الفرقان 54:25

[27] Woman in Islam P: 28

[28] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، تحقیق مصطفیٰ دیب، دار ابن کثیر، بیروت، 1407ھ، 1987ء، کتاب الایمان، باب ماجاء ان الاعمال بالنیۃ والحسبۃ الخ، رقم الحدیث: 56

[29] احمد، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی، مسد الامام بن حنبل، تحقیق شعیب الارنووط، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، 1421ھ، 2001م، ج4، ص131

[30] بخاری، صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب ماجاء ان الاعمال بالنیۃ والحسبۃ الخ، رقم الحدیث: 55 و سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، باب ای الصدقۃ افضل، رقم الحدیث: 2546

[31] علی عزت بیگووچ، اسلام اور مشرق و مغرب کی تہذیبی کشمکش، ص:339

[32] الفاتحہ4:1

[33] البقرۃ20:2

[34] الحجرات13:49

[35] امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم الحدیث: 4304

[36] الکہف110:18

[37] البقرہ228:2

[38] افضل الرحمٰن، دور جدید میں مسلمان عورت کا کردار، ص:26، مترجم محمد ایوب منیر، فیروز سنز لاہور

[39] ابو داؤد ، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، تحقیق محمدمحی الدین عبدالحمید، دارالفکر بیروت ، بلا سن،کتاب الطھارۃ: باب الرجل مجد الیلۃ فی منامۃ ، رقم الحدیث: 235، و امام ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، داراحیاء التراث العربي ، بیروت ،س ن، کتاب الطھارۃ, باب ماجاء فیمن مستقط ویری بدلا ، رقم الحدیث: 113

[40] امام نسائی، سنن نسائی، کتاب عشرۃ انساء ، باب حب النساء، رقم الحدیث: 3391

[41] امام مسلم، مسلم بن الحجاج النیشاپوری، صحیح مسلم، تحقیق محمد فواد عبدالباقی، داراحیاء التراث العربي بیروت، س ن ، کتاب الدضاء ، باب خیر متاع الدنیا المرأۃ صالحۃ، رقم الحدیث: 1469

[42] محمد رسول الحریۃ للشرقاوی ، بحوالہ تحفۃ العروس ،ص257

[43] ابن حجرعسقلانی، شہاب الدین احمدبن علی بن محمد، فتح الباری، شرح صحیح البخاری دارالمعرفۃ البیروت، ج9،ص315

[44] قاسمی، مجاہد الاسلام، لڑکے اور لڑکیوں کا اختیار نکاح، ادارۃ القرآن کراچی، 1421ھ، ص:5

[45] محمد طیب، شرعی پردہ، ادارۂ اسلامیات انار کلی بازار، لاہور، س ن، ص92

[46] الرعد38:13

[47] النور32:24

[48] امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسہ۔۔۔الخ، رقم الحدیث: 3398

[49] مکاتب ایسا غلام ہے جو اپنی ذات کی آزادی کی خاطر مالک کے لیے کچھ قیمت متعین کردے، اور قیمت کی ادائیگی کے بعد وہ آزاد ہو جائے گا۔

[50] امام نسائی، سنن نسائی، کتاب النکاح، باب معونۃ اللہ الناکح الذی یرید العفاف، رقم الحدیث: 3220

[51] امام ترمذی، سنن ترمذی ، کتاب النکاح ، باب ماجاء فیمن ترضوں دینہ فزوجوہ، رقم الحدیث: 1084

[52] طالع محمد، چوہدری، نکاح کی اہمیت و برکات، آذان سحر پبلیکیشنز لاہور 1991ء، ص:43

[53] ابن ماجہ ، ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، تحقیق محمد فواد عبدالباقی، داراحیاء التراث العربي ، بیروت

1395ھ، کتاب العتق، باب المکاتب، رقم الحدیث: 2518 وسنن نسائی، کتاب الجھاد، باب فضل الزوجہ فی سبیل، رقم الحدیث: 3122

[54] امام ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب النھی عن تزوج من لم یلد من االنساء، رقم الحدیث: 2025

[55] امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب من رأمرة فوقعت۔۔۔۔الخ، رقم الحدیث: 4407

[56] امام ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب اسلام باب تحریم العلوة والدخول علیھا، رقم الحدیث: 2181

[57] ابن نجم، زین الدین بن ابراہیم بن احمد، االبحر الرائق، داراحیاء التراث العربی 2004ء ج30/ص79، 80

[58] حمید اللہ، عورت کی حکمرانی اور اسلام، ص13

[59] امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب من استطاع منکم الباءة، رقم الحدیث: 5066

[60] طیب محمد، مسنون شادی، دار اندلس لاہور، ص:14

[61] ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین احمد بن علی بن محمد، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفة بیروت، ج9، ص91

[62] امام ابن ماجه، سنن ابن ماجه، کتاب الذھد، باب ذکر الذنوب، رقم الحدیث: 4246

[63] Family Planning in the Legacy of Islam P: 15

[64] النساء4:1

[65] البقرہ2:223

[66] البقرہ2:187

[67] اصلاحی، صدر الدین، اسلام میں نکاح کے قوانین، اسلامک پبلیکیشنز، ص16

[68] امام ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب النھی عن تزویج من لم یلد من النساء، رقم الحدیث: 2050۔ وسنن ترمذی، کتاب النکاح، باب کرھیة تزویخ العقیم، رقم الحدیث: 3229

[69] سید تنویر بخاری، اسلام اور جدید مادی افکار، ص373

[70] سید تنویر بخاری، اسلام اور جدید مادی افکار، ص375

[71] الذاریات 51:56

[72] سید تنویر بخاری، اسلام اور جدید مادی افکار، ص372، 371

[73] ابن قیم الجوزی، زادالمعاد، ۱۸۶/۵ء

[74] بخاری، صحیح بخاری، کتاب الزکوة، باب الدکاة علی الزوج، رقم الحدیث:1466 وصحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة والصدقة، رقم الحدیث: 1000

[75] امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب وجوب النفقة، رقم الحدیث: 5356